

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید یسوع کی سیرت و کردار میں پہلی چیز جس کی جستجو ہونی چاہیے وہ یہی ہو کہ اس کی داڑھی کا طول کتنا ہے۔
سوال :- داڑھی کی مقدار کے عدم تعین کا جو مسئلہ ہماری جماعت میں پھیل نکلا ہے، اس کے ماتحت بعض رفقاء نے اپنی داڑھیاں پٹے سے چھوٹی کر لی ہیں اور اب ان خشن داڑھیوں کے متعلق یہ خدشہ ہے کہ کین احمدی داڑھی کی طرح ان بھی کوئی فرق نام نہ نہ پڑ جائے اور عوام کے لیے یہ چیز فتنہ بننا شروع ہو۔ چونکہ علماء کا متواتر تعامل مشت بھر داڑھی رکھنے کا ہے، اس وجہ سے میرا خیال یہ ہے کہ ہمیں بھی اس کا التزام کرنا چاہیے۔

جواب :- آپ کا قلب جس چیز کے اوپر گواہی دے، آپ کو خود اس پر عمل کرنا چاہیے، لیکن اسی چیز کو دوسروں کے لیے ضابطہ بنانے کی خواہش نہ ہونی چاہیے۔ میرے نزدیک کسی کی داڑھی کے چھوٹا یا بڑا ہونے سے کوئی خاص فرق واقع نہیں ہوتا۔ اصل چیز جو آدمی کے ایمان کی کی اور بیشی پر دلالت کرتی ہے وہ تو اور ہی ہے۔ البتہ مجھے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ جس طرح ایمان کی کمی کو بعض ظاہری چیزوں کی بیشی سے پورا کرنے کی اب تک کوششیں کی جاتی رہی ہیں، ہمیں ہماری جماعت کے بھی کچھ لوگ اسی مرض میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اگر کسی کی حقیقی جلا شادی و وفاداری اللہ کی راہ میں "طویل" ہو تو کوئی بڑا نقصان نہ ہو جائے گا، اگر اس کی داڑھی "قصیر" ہو، لیکن اگر جلا شادی و وفاداری "قصیر" ہے تو یقین رکھیے کہ داڑھی کا طول کچھ بھی فائدہ نہ دے گا۔ بلکہ بعید نہیں کہ خدا کے ہاں اس پر فریب کاری اور سکاری کا مقدمہ چل جائے۔
 آپ اس کی فکر نہ کیجیے کہ ہماری جماعت کے ارکان کے متعلق لوگ کیا رائے قائم کریں گے اور ان کے ظاہر سے کیا اثر لیں گے۔ آپ کو اور ہمارے تمام رفقاء کو اپنے باطن کی فکر اپنے ظاہر سے بڑھ کر ہونی چاہیے اور اسی طرح اپنے ان اعمال کی زیادہ فکر کرنی چاہیے جن پر خدا کی میزان میں آدمی کے ہلکے یا بھاری ہونے کا مدار ہے، کیونکہ اگر ایسے اعمال ہلکے رہ گئے تو بال برابر وزن رکھنے والی چیزوں کی کمی و بیشی سے میزان الہی میں کوئی خاص فرق واقع ہونے کی توقع نہیں ہے۔

مسک تشیع اور ترجمان القرآن

سوال :- ترجمان القرآن یوں تو اعلیٰ درجہ کا دینی پرچہ ہے، مگر شیعوں کے اعتراضات اور غلط خیالات کی تردید اس میں نہیں ہوتی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب :- ترجمان القرآن کوئی فرقہ دارانہ پرچہ نہیں ہے کہ وہ مناظروں کا میدان بنارہے۔ اس کا مقصد اشاعت تحریک اسلامی کو اس کی اصلی شکل میں زندہ کرنا ہے اور وہ ایک اثباتی دعوت کا علمبردار ہے۔ اس اثباتی دعوت کے خلاف نیک نیتی سے جو شکوک و شبہات اور اعتراضات پیش کیے جاتے ہیں، چاہے وہ شیعوں کی طرف سے ہوں یا سنیوں کی طرف سے، اہل حدیث انھیں پیش کریں یا خفی، اسی طرح مسلمان اس کی دعوت کو سمجھنے کے لیے کوئی استفسار کریں یا مندوب اور سکھ، سبھی کا جواب دیا جاتا ہے۔ مگر فرقہ دارانہ عصبیت رکھنے والے پرچوں کی طرح یہ صورت یہاں نہیں ہے کہ اصل دین چاہے کتنا ہی ساقط الا اعتبار ہوتا چلا جائے، اس کے معاملہ سے قطع نظر کر کے نفی اور کلامی جزئیات پر محض نظری بحث کا سلسلہ جاری رہے۔

ہماری اثباتی دعوت خود ہی مختلف فرقہ باطلہ کے غلط نظریات پر شدید ضرب لگاتی ہے۔ ابطال باطل کے اس ایجابی طریقہ کو چھوڑ کر اگر سبھی انداز اختیار کیا جائے تو آخر کس کس گروہ کے عقیدہ فاسد اور عمل باطل کے خلاف ہم لڑتے رہیں گے۔ اس طرح تو غالباً دس صدیاں

بھی حصول مقصد کے لیے ناکافی ہوں گی۔ سیدھی بات ہے کہ جب ہم تمہیں سے یہ کہتے ہیں کہ حق صرف یہ ہے تو اس سے از خود یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ اس "یہ" کے خلاف جو کچھ ہے باطل ہے۔

سوال :- حکومت الہیہ میں شیعوں کی حیثیت کے متعلق ایک سوال کا جو جواب ترجمان القرآن میں شائع ہوا ہے، اس کا مقصد میں نہیں پاسکا ہوں۔ کیونکہ ایک طرف آپ نے خود ہی یہ تسلیم کیا ہے کہ دو برس رسالت سے خلافت راشدہ تک مسلمان ایک ہی گروہ تھے اور کتاب الہیہ اور سنت رسول الہیہ سے فرقوں کا وجود ہی ثابت نہیں، لیکن دوسری طرف مذکورہ بالا جواب سے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا آپ اہل تشیع اور دوسرے گروہ فرقوں کو دائرہ اسلام ہی میں رکھتے ہیں۔ براہ کرم اپنے نظریہ کی وضاحت فرمائیے اور یہ بھی لکھیے کہ مونی اختلافات سے آپ کی کیا مراد ہے۔

جواب :- میں نے اپنے اس جواب میں یہ توصیف صاف واضح کر دیا ہے کہ فرقوں ادنیٰ میں اصولی اختلاف رکھنے والے فرقوں کا وجود نہ تھا اور نہ اسلام یعنی کتاب الہیہ اور سنت نبوی نے انہیں گوارا کیا ہے۔ اس سے خود بخود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اصولی اختلاف کی بنا پر جو فرقہ بھی بنے گا، وہ امت مسلمہ کا جز شمار نہیں ہوگا۔ رہا یہ سوال کہ ایسے فرقوں کو عملاً حکومت الہیہ کے زیر سایہ کیا حیثیت دی جائے گی دینی انہیں اہل کتاب میں شمار کیا جائے گا یا ذمیوں میں؟ تو یہ سوال دراصل اس وقت کا ہے ہی نہیں۔ یہ سوال جب عملاً پیش آئے گا تو اس کا حل بھی انشاء اللہ ہو ہی جائے گا۔ قبل از وقت آخر کیوں ایک فرقہ سے اس کی حیثیت کے متعلق بحث کے دروازے کھول کر وقت ضائع کیا جائے۔

اصولی اختلاف سے ہماری مراد یہ ہے کہ عقیدہ توحید، حیثیت رسالت اور نظریہ معاد کو جب طرح قرآن نے پیش کیا ہے، اس کے خلاف کوئی اور خیال ادنیٰ دین کی اساس میں شامل کی جائے اور پھر اس بنیادی تغیر کے بعد ان عقائد اولیہ کے تقاضوں اور فرائض و واجبات دین میں کوئی کمی یا بیشی کی جائے۔ ان اساسی مقتضات اور ان کے صریح تقاضیات کو ہم نے دستور جماعت اسلامی میں پیش کر دیا ہے۔ جو گروہ قرآن کی نصوص قطعیہ سے مرتب کیے ہوئے اس دستور جماعت اسلامی کی حدود کے اندر ہیں، انہیں ہم امت مسلمہ کے اندر شمار کرتے ہیں اور جن لوگوں نے ان حدود کو بھانڈیا ہے، انہیں دائرہ امت کے باہر سمجھنے پر مجبور ہیں۔ ہاں ان حدود کے اندر رہتے ہوئے استنباطی اور اجتہادی امور میں جائز حد تک اگر کوئی گروہ کسی دوسرے گروہ سے جزئی اختلافات رکھتا ہے تو ایسے اختلافات انہیں خود پرایات اور اسوۂ صحابہ کی روشنی میں جائز قرار دیے جائیں گے بشرطیکہ ان اختلافات کو جدا گانہ جماعت بندی اور امت سازی کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔

سوال :- ایک شیعہ دوست جو آپ کے مباح اور جماعت اسلامی کے لڑکچرے قدرے متعارف ہیں، نماز باجماعت کے متعلق عجیب مسلک رکھتے ہیں، یعنی میں ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے تیار ہوں، مگر وہ یہ نیکل اختیار کرتے ہیں کہ اس اصول کی بنا پر بھاگتے ہیں کہ امام نماز کو معصوم ہونا چاہیے۔ میں نے اس سلسلہ میں ترجمان القرآن کے بہرہ رسائل و مسائل میں سے کچھ اجزاء انہیں نماز باجماعت کی اہمیت اور غیر معصوم امام کے پیچھے نماز پڑھنے کی گنجائش تسلیم کرانے کے لیے سنا ہے۔ مگر وہ کبھی طرح نہیں مانتے۔ فرمائیے انہیں کس طرح مجھاؤں۔

جواب :- امام معصوم کا عقیدہ جس نے شیعوں میں رواج پایا اور جس پر وہ حقیقت مسلک تشیع کی بنیاد قائم ہے اپنی اصل کے اعتبار سے صرف یہ کہ بے اصل ہے، بلکہ شیطان کا ایک بہت بڑا دھوکا ہے، جس سے اس نے مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ کو